اک سچے ہادی کی پہچان

یا فتاح

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ہُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ

ایک سچّے ہادی کی پہچان

از

شاعر عدیم المثال ماہر علم و کمال عالی جناب الشیخ

عسکری حسن صاحب عسکری اثنا عشری میرٹھی

حسب فرمایش

مناظر لاثانی جناب مولانا محمود بن مہدی الرضوی صاحب

جارچوی آنریری جنرل سکریٹری انٹرنیشنل انجمن سوسائٹی مٹیابرج

باہتمام

عالیجناب منشی شمس الدین صاحب پرنٹر شمس الانوار پریس میرٹھ میں طبع

[illegible]

قیمت فی جلد تین آنہ ۳

یا فتاح

ذٰلِکَ الکِتٰبُ لَا رَیبَ ۛ فِیہِ ۛ ھُدًی لِّلمُتَّقِینَ

ایک سچے ہادی کی پہچان

از

شاعر عدیم المثال ماہر علم و کمال عالی جناب الشیخ

عسکری حسن صاحب عسکری اثنا عشری میرٹھی

حسب فرمایش

مناظر لاثانی جناب مولانا محمود بن مہدی الرضوی صاحب

جارچوی آنریری جنرل سکریٹری انٹرنیشنل ریلیجس سوسائٹی میرٹھ

مطبوعہ ڈسٹرکٹ پریس میرٹھ

قیمت فی جلد [illegible]

[illegible]

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

الحمد للہ رب العٰلمین ٥ والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین ٥

امابعد ناظرین والاتمکین اس مرتبہ انٹرنیشنل ریلیجس سوسائیٹی میرٹھ کے جلسہ میں میرے معزز ہمعصر عالیجناب الشیخ عسکری حسن صاحب عسکری میرٹھی بانی مبانی سوسائیٹی مذکور الصدر نے سچے ہادی کی پہچان کے متعلق تقریر فرمائی تھی۔ یہ تقریر سلسلہ وار اور نہایت مدلل ہے میں نے چند وجوہات کے باعث اسکو شائع کراکر جملہ شائقین مذہب کی خدمت میں پیش کرنا مناسب سمجھا۔

حقیقت امر یہ ہی کہ اس زمانے میں بہت سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے معمولی سی قابلیت پیدا کرنے کے بعد فوراً نبوت اور رسالت کا دعویٰ کر دیا اور دُنیا کو فریب دیکر یہ بتلانا چاہا کہ

ہم موجودہ زمانے کے ہادی ہیں۔

بعض حضرات تو ایسے پیدا ہوئے کہ جنہیں عربی کی تو کیا اُردو کی بھی اچھی قابلیت نہ تھی وہ ہمیشہ "میں نے امرت سر جانا ہے" ہی کہا کرتے تھے اور یہ ہی قلم برداشتہ لکھتے بھی چلے جاتے تھے بعض مختاری کے امتحان میں بھی اپنی جدّت طبع کا سماں نہ دکھا سکے اور کف افسوس ملتے ہوئے ناکامیاب چلے آئے اور گھر آکر خدائی قانون پر حادی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ حالانکہ موٹی سی بات ہے کہ جو شخص دو سال محنت کر کے دُنیادی قانون کو نہ سمجھ سکا وہ خدائی قانون کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ خدائی قانون کا سمجھنا کیا ہوا پنجاب یونیورسٹی کے میٹریکولیشن کا امتحان ہو گیا کہ جو شخص صوبۂ الہ آباد کی آٹھوین جماعت کے امتحان میں فیل ہو گیا اُس نے پنجاب میں میٹریکولیشن کا امتحان دے کر کامیابی کی سند حاصل کر لی۔

حاصل کلام یہ ہی کہ ان وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے دنیا کو
جھوٹے اور دغاباز لوگوں کے فریب سے بچانے کیلئے اس رسالہ کا شائع
کرانا مناسب سمجھا گیا ممکن ہی کہ بعض رنگینی پسند طبیعتوں کو اس کی
روکھی پھیکی عبارت میں لطف نہ آئے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اب زمانہ
کی رفتار ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہی کہ ہم گل و بلبل اور بہار و خزاں
کی بندشوں کو چھوڑ کر سادگی کی عادت ڈالیں۔
کیونکہ ہماری نئی تعلیم یافتہ جماعت ضخیم رسالوں کو پسند نہیں کرتی
اسلئے مصنف صاحب نے حتی الامکان ہر مقام پر اختصار کو مدنظر
رکھا ہی اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے دعووں کو مثالیں دے دے کر
زیادہ واضح نہ کر سکے۔ ہر مقام پر خاص طور سے اس بات کا
بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ کوئی لفظ ایسا نہو جس سے تعصب
اور عداوت کی بو آنے لگے۔
ان مختصر امور کے علاوہ مجھ کو ایک بات اور بھی عرض کرنی ہے اور

وہ یہ ہی کہ بعض لوگ بعض باتوں کو اس لئے غور سے نہیں پڑھتی
کہ وہ اُن کے ضمیر کے خلاف ہوتی ہیں مگر حقیقت میں یہ اُنکی
سخت غلطی ہی کسی بات کو اسلئے غلط نہ کہدینا چاہیئے کہ وہ اُنکی
منشاء کے خلاف ہے بلکہ اُس بات پر غور و فکر کرنا چاہیئے اور
کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ بات اُنکی سمجھ میں آجائے۔ اُمیّد کی
جاتی ہے کہ حضرات ناظرین ہر مقام کو غور و فکر سے مطالعہ فرماکر
کسی بہترین نتیجہ پر پہونچیں گے۔

اس مختصر سے دیباچہ کو ختم کرنے کے بعد میں عدیم الفرصتی کا
عذر کرتے ہوئے اپنے معزز ناظرین سے رخصت ہوتا ہوں

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

عبدہ السید محمود بن مہدی الرضوی جارچوی
ضلع بُلندشہر

یکم ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۲۰ء

یَا فَتَّاحُ

ایک سچے ہادی کی پہچان

تقریر

شاعر عدیم المثال ماہر علم و کمال مدّاح اہلبیت اطہار عالیجناب شیخ عسکری حسن صاحب عسکری اثنا عشری میرٹھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

الحمدُ للہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین واٰلہ الطیّبین الطاہرین المعصومین ؀

امّا بعد۔ حضرات! یوں تو اکثر لوگوں نے وقتاً فوقتاً دولت اور عزّت کی خواہش میں اپنے ہادی ہونیکے دعوے دُنیا کی آگے پیش کئے۔ اور جُہلا کو اپنی لفاظی کے باعث دامِ مکر و فریب

میں گرفتار کرکے خاطر خواہ دنیا کا حظ اُٹھایا لیکن عقل
(جو انسان کا پہلا ہادی ہے) یہ تبلاتی ہے کہ ایک سچّے
ہادی کو جملہ اوصاف حمیدہ میں عام انسانوں سے افضل
ہونا چاہیئے ورنہ ہر شخص خواہ وہ دُھنا ہو یا جُلاہہ تیلی ہو
یا تمبولی۔ ہادی خلق ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔
قاعدہ ہے کہ جب کوئی دنیوی بادشاہ اپنی وزارت کے
لئے کسی شخص کو منتخب کرتا ہے تو وہ اوّل اس بات کا اندازہ
کرلیتا ہی کہ آیا اس شخص میں وزارت کے لائق صفات بھی
موجود ہیں یا نہیں۔ جب بادشاہ کو اُس کی قابلیت
اور علم وفضل کا پورا پورا یقین ہوجاتا ہی تو اُسکو خلعت
وزارت سے ممتاز کردیا کرتا ہی پس جب اِک معمولی سا بادشاہ
اپنی وزارت کے انتخاب میں اسقدر اہتمام کرتا ہی تو یہ کس طرح
ممکن ہوسکتا ہی کہ سُلطان السلاطین۔ حاکم الحاکمین یعنی

رب العالمین خواہ نخواہ کسی چلتے پھرتے کے سر پر اپنی وزارت

کی پگڑی لپیٹ دے۔

پس اک سچے ہادی کو جملہ اوصاف حمیدہ میں تمامی خلایق

سے افضل ہونا چاہیئے اور تمامی خلائق سے وہی شخص

افضل ہو سکتا ہے جو تمامی اوصاف مندرجہ ذیل کا جامع ہو

اوّل یہ کہ وہ خداوند عالم عزّ اسمہ کی جانب سے دنیا میں ہدایت

کے واسطے بھیجا گیا ہو

دوسرے یہ کہ وہ ابتداے عمر سے معصوم ہو یعنی اوّل عمر سے کسی

گناہ کبیرہ یا صغیرہ سے ملوّث نہوا ہو۔

تیسرے یہ کہ وہ کسی ایسے مرض میں مُبتلا نہو جسکو عام لوگ عیب سے

تعبیر کرتے ہوں یا جس سے عوام کو تنفر پیدا ہوتا ہو مثلاً گنج۔

کوڑھ۔ برص وغیرہ ایسے تمام امراض سے مُبرّا ہو۔

چوتھے۔ اُس کے والدین راہ حق سے بھٹکے ہوئے نہوں بلکہ

خدائے پاک کو وحدہٗ لاشریک مانتے ہوں اور سچے حق پرست ہوں۔

پانچویں یہ کہ وہ زہد و تقویٰ میں علم و فضل میں عفت عصمت میں عدل انصاف میں عبادت و سخاوت میں شجاعت و ذہانت میں غرض کہ جملہ اوصاف حمیدہ میں تمامی خلقت سے افضل ہو۔

چھٹے یہ کہ وہ اپنے زمانے کی تمام زبانوں سے واقف ہو۔

ساتویں یہ کہ اس نے کوئی علم کسی غیر معصوم سے حاصل نہ کیا ہو۔

آٹھویں جب اس سے کوئی معجزہ طلب کیا جاوے تو وہ معجزہ دکھانے میں بتائید ایزدی عاجز نہو۔

اس مقام پر میں ہر صفت کے متعلق مختصر سا حال حاضرین جلسہ کے سامنے پیش کرونگا میں نے ابھی عرض کیا کہ پہلی صفت اک سچے ہادی کے اندر یہ ہونی چاہیئے کہ وہ خداوند عالم کی جانب سے خلق کی ہدایت کے واسطے بھیجا گیا ہو۔

دلیل اوّل یہ امر ظاہر ہے کہ دُنیا میں ہر انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے، غلطی کرنا اُس کا اِک ادنیٰ سا کام ہے۔ لہٰذا اگر انسان اپنی عقل سے کسی کو اپنا ہادی بنالے تو بہت ممکن ہے کہ وہ اُن صفات سے جو اِک سچّے ہادی کے اندر ہونی چاہئیں بالکل مبرّا ہو یعنی بہت ممکن ہے کہ وہ جھونٹ بولتا ہو غائب ہو وغیرہ وغیرہ۔ اور اِک جھونٹے یا غاصب شخص کا ہادی ہونا اور اُسکی باتوں کا موثّر ہونا بالکل خلاف عقل ہے، کیونکہ جھونٹے شخص کی سچّی بات کا بھی کوئی یقین نہیں کرتا۔ لہٰذا وہی شخص اِک سچّا ہادی ہو سکتا ہی جس کو خداوند عالم خود انتخاب کر کے ہدایت کے واسطے دُنیا میں بھیجے۔

دلیل ثانی اگر ہادی کا مقرر کرنا لوگوں کے اختیار میں ہو تو ایک وقت میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں ہادی ممکن ہیں کیونکہ امریکہ والے امریکہ میں یورپ والے یورپ میں آسٹریلیا والے

آسٹریلیا میں اپنے لئے ہادی منتخب کرلیں گے جس طرح
کہ ہر ملک میں جدا جدا بادشاہ ہوتے ہیں اسی طرح ہادی
بھی جدا جدا ہونے لگیں گے اور اسی پر ہی اکتفا نہ ہوگی
بلکہ ہر ہر شہر اور ہر ہر محلہ کا جدا جدا ہادی ہو جائیگا کیونکہ دنیا
میں اُن لوگوں کی تعداد زیادہ ہے جو جھٹ ووٹ دینے کے
لالچ میں اگر ہر امیر کو پیشوا یا ہادی بنانے کے لئے راضی
ہو کر ووٹ (رائے) دیدیتے ہیں پس جس امیر کا خلیفہ
یا پیشوا ہونے کو جی چاہے تھوڑا سا گرہ سے خرچ کرکے اپنے
نام کے ووٹس (رائیں) زیادہ کرالے اور اطمینان سے
خلیفہ بن جائے۔ ایسی خلافت کے ہم قطعی خلاف ہیں کیونکہ
یہ دستور میونسپلٹی کی ممبری کا ہے ممبری دوسری چیز ہے اور
ہادی خلق ہو کر لوگوں کو ہدایت کرنا دوسری شے ہے اسکی
ایک مثال ہم کو قرآن والی اسلام میں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ جسوقت

عرب کے چند جلد باز لوگوں نے حضرت ختمی مرتبت (حضرت محمد صلعم) کے کفن و دفن کو چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا تانا بانا بننا شروع کیا تو انصار نے جملہ دلائل کے جواب میں اس فقرہ کو پیش کیا۔ مِنَّا اَمِیْرٌ وَّمِنْکُمْ اَمِیْرٌ۔ بھائیو جھگڑے کی کیا بات ہے اگر خلافت کا فیصلہ ہمارے اور تمھارے ہی ہاتھوں میں ہے۔ تو آؤ ایک خلیفہ یا امام ہم اپنے لوگوں میں سے بنالیں اور ایک خلیفہ یا امام تم اپنے لوگوں میں سے بنالو۔ شاید اُس وقت انصار کے پیش نظر کسی شاعر کا یہ شعر تھا ؎

رونقِ خانہ بڑھیگی کہ گھٹیگی اے دل
جب کہ آئینہ کے آئینہ مقابل ہوگا

اگر اسی طرح ہادی بننے لگیں تو ہمارے انگلینڈ والے روز دو تین ہادی منتخب کر کے بھیجدیا کریں حقیقت امر یہ ہو کہ

ایک سچّا ہادی یا سچّا رہنما وہی شخص ہو سکتا ہی جو خداوند عالم کی طرف سے خلقت کی ہدایت کے واسطے بھیجا گیا ہو۔

دوسری صفت اک سچّے ہادی میں یہ ہونی چاہیئے کہ وہ معصوم ہو یعنی کوئی گناہ کبیرہ یا صغیرہ اُس سے صادر نہوتا ہو۔

دلیل اوّل کیونکہ جب ہادی گناہوں سے ملوّث ہوگا تو اُسکی رسائی درگاہِ رب العالمین تک ہرگز نہ ہوسکیگی اور اُسکو الہام اور وحی نازل ہونے کا شرف ہرگز حاصل نہوگا۔ پھر وہ احکام خدا کو کس طرح اُس کے بندوں پر پہونچائے گا اور لوگ اُس سے کس طرح ہدایت پائیں گے۔ اور خداوند عالم کی غرض جو کہ ہادی کو زمین پر بھیجنے سے ہوتی ہے کس طرح سے پوری ہوگی پس اک سچّے ہادی کو جملہ گناہان کبیرہ وصغیرہ سے پاک اور منزّہ ہونا نہایت ضروری ہی۔

(دلیل ثانی) اگر نبی یا ہادی معصوم نہوگا تو گناہ کرتا ہوگا

اور جب وہ خود گناہ کرتا ہوگا تو دوسرے کو اُس سے کیا باز رکھ سکتا ہی
کیونکہ جب ایک شخص خود کسی کام کو کرتا ہی تو اُسکو کسی دوسرے آدمی
کو اُس کام سے روکنے کا کونسا حق حاصل ہی۔ یعنی اگر دو آدمی
کسی شراب خانے میں بیٹھے ہوئے شراب پی رہے ہوں اور
اُن میں سے ایک آدمی دوسرے آدمی کو شراب پینے سے
منع کرے تو دوسرے آدمی پر اُس کا مطلق اثر نہوگا بلکہ وہ
اُس کو بیوقوف سمجھیگا اور کہیگا کہ آپ خود تو اس کام کو کرتا ہی
اور مجھ کو اُس سے منع کرتا ہی گویا اس صورت
میں اُس کا دوسرے کو منع کرنا خود را فضیحت و دیگری را نصیحت کا
مصداق ہوگا حاصل کلام یہ ہے کہ جب کوئی نبی یا ہادی خود
گناہ کرتا ہوگا تو اُس کی نصیحت کا اثر ہرگز دوسروں پر نہوگا
بلکہ لوگ بجائے ہدایت پانیکے اور زیادہ گمراہ ہو جائیں گے اور
یہ خیال کرینگے کہ جب نبی صاحب خود گناہ کرتے ہیں تو ہمیں کیا

مضائقہ ہے خداوند عالم کی غرض تو بنی اور رسول بھیجنے سے
یہ ہوتی ہو کہ لوگ ہدایت پائیں۔ مگر یہاں بعوض ہدایت پانیکے اور
زیادہ گمراہ ہو جائینگے اور غرض خداوند عالم ہرگز پوری نہوگی۔
ساتھ ہی اسکے یہ بھی ضروری ہو کہ وہ شخص جو آج خداوند
عالم کی طرف سے سچا ہادی بنکر آیا ہو اوّل عمر سے تمام معیوب اور
ممنوع باتوں سے مبّرا ہو ورنہ عوام یہ کہہ سکتے ہیں کہ کل تو تم
ہی ہمارے ساتھ ان تمام افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے تھے
آج ہم کو منع کرنے لگے۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت صدیق اکبر
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ براءت لیکر مکّۂ معظّمہ کی طرف
روانہ ہوئے تو حضرت محمد صلعم نے اُن کو بحکم ربانی واپس
بلالیا۔ کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود چالیس
سال تک لات وعزیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرچکے تھے اگر وہ
اب جاکر کفار مکہ کو بت پرستی سے روکتے تو وہ ہرگز اُن کی

بات پر کان نہ دھرتے بلکہ یہ سمجھتے کہ بڈھا چالیسؔ سالے کے پھیر میں آگیا ہے۔

برخلاف اس کے حضرت علیؑ علیہ السلام نے ابتدائے عمر سے کسی بت کی پرستش نہیں کی تھی اس لئے حضرت باری تعالیٰ عزاسمہ نے آپ کو سورۂ برأت پڑھنے کے لئے مقرر فرمایا۔

عیسائی صاحبان کا اعتراض ہے کہ "ہم عصمت انبیا کے اس لئے قائل نہیں ہیں کہ انھوں نے شادیاں کرائیں جس سے وہ گناہگار ہو گئے اور جب وہ گنہگار ہو گئے تو پھر وہ کس طرح دوسروں کے واسطے چراغ ہدایت بن کر ان کو نجات کے سچے راستے دکھلا سکتے ہیں۔

دلیل اوّل حضرات! اگر شادی کرنا گناہ ہوتا تو خداوندعالم حضرت حوّا کو کیوں خلق فرماتا۔ حضرت حوّا اور آدم علیہم السلام کا جوڑا

پیدا کرنے سے تو خداوندِ عالم کا یہی مقصد تھا کہ نسل انسانی زمین پر پھیلے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے اولاد پیدا ہوئی اور اولاد کے اولاد پیدا ہوئی اور اس طرح نسل انسانی روئے زمین پر پھیل گئی۔ یا یوں کہئے کہ اگر شادی کا سلسلہ نہوتا تو آج تختۂ دُنیا پر کوئی آدم زاد نظر نہ آتا خود وہ لوگ جو اس قسم کے لغو اور بیہودہ اعتراضات پیش کرتے رہتے ہیں عالم وجود میں نہ آتے۔ چونکہ شادی کرانے سے محض نسل انسانی کی ترقّی منظور ہے اور نسل انسانی کی ترقّی سے خداوندِ عالم کی غرض جو کہ حوّا اور آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے تھی پوری ہوتی ہے لہذا شادی کرانا کارِ ثواب ہوا نہ کہ گناہ۔

دلیل ثانی انسان کے بدن کی ساخت صاف طور سے ہم کو یہ تبلاتی ہے کہ انسان دُنیا میں کیا کیا کام کر سکتا ہے مثلاً آنکھوں سے وہ

دیکھ سکتا ہے۔ کانوں سے سُن سکتا ہے زبان سے بول
سکتا ہے اور منہ سے کھا سکتا ہے وغیرہ وغیرہ پس اگر
وہ آنکھوں سے نہ دیکھے اور کانوں سے نہ سُنے اور
مُنہ سے نہ کھائے تو اِس کے یہ معنی ہیں کہ وہ قانونِ
فطرت کو توڑتا ہے اور خداوند عالم کی دی ہوئی
نعمتوں کو فضول ضائع کرتا ہے اسی طرح سے اِنسان
کو قوّتِ مباشرت بھی عطا کی گئی ہے جس سے وہ مُباشرت
کر سکتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اسکے بھی یہی معنی ہیں
کہ وہ خداوند عالم کی عطا کی ہوئی ایک نعمت کو برباد کرتا ہے
اور یہ عمل بھی خلاف قانون قدرت ہوگا۔ لیکن جو بات
قانونِ قدرت کے خلاف ہوگی اُس سے ضرور گناہ لازم
آئے گا پس جس بات کے نہ کرنے سے گناہ لازم آتا ہے
تو اُس کو عملی جامہ پہنانے سے ضرور ثواب حاصل ہوگا

ماسوا اس کے طبی نقطۂ خیال سے بھی مباشرت کرنا
ضروری ہے اگر انسان ایک عرصہ تک مباشرت نہ کرے
تو اُس کو اکثر بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں چنانچہ تاریخ سے
پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ نے یہ سُنا کہ اُن کی
اولاد سے یزید نامی ایک شخص پیدا ہوگا جس کے جور و
ظُلم سے اسلام کی شہرت کے آسمان پر تاریکی چھا جائے گی
اور اموی خاندان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بدنام ہوجائے گا
تو انہوں نے مستحکم ارادہ کرلیا کہ وہ شادی نہ کریں گے
مگر قدرت کے اصول کو توڑنا کوئی آسان بات نہ تھی۔
اس شادی نہ کرنے کا یہ نتیجہ ہُوا کہ حضرت کو ایک بیماری
لاحق ہوگئی۔ اطبا نے رائے دی کہ حضور شادی کرلیں
وگرنہ آپ کی صحت قائم نہ رہ سکے گی مجبوراً حضرت نے
ایک سن رسیدہ عورت سے شادی کرلی تاکہ نُطفہ نہ قرار پائے

مگر قدرت کے اصولوں کو کون توڑ سکتا تھا اُسی عورت کو حمل رہ گیا اور ۹ مہینہ کے بعد ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام یزید رکھا گیا۔

خود عیسائیوں کے بڑے بھاری پیشوا لوتھر نے خداوند عالم سے شادی نہ کرنے کا عہد کر لیا تھا لیکن قانونِ فطرت کے خلاف کرنا آسان بات نہیں ہے۔ چنانچہ خدا کی دی ہوئی نعمت کو نہ روک سکے اور اپنی انجیل مقدس کے خلاف شادی کر لی اور صرف اسی وجہ سے اُن کو اِک نیا مذہب چلانا پڑا۔

ہنری ہشتم بادشاہ انگلستان نے بھی باوجود پوپ کی ممانعت کے ایک نہیں بلکہ سات شادیاں کیں۔ آخر کار اس جہان سے انتقال کر گیا اگر زندہ رہتا تو نہیں معلوم کتنی اور شادیاں کرتا۔

حضرات آریہ صاحبان اب یہاں یہ اعتراض پیش
کرتے ہیں کہ جب مباشرت کرنا قانونِ قدرت کے خلاف
نہیں ہے تو کیا وجہ ہے کہ انسان کو زناکاری سے روکا
جائے۔ جب مباشرت سے محض یہی مقصد ہے کہ نسل
انسانی زمین پر پھیلے تو پھر کیا سبب ہے کہ آدمی کو حرامکاری
سے باز رکھا جائے مگر نہیں میں اُن کو یہ بتلاؤں گا کہ ہر چیز
کے استعمال کرنے کے چند معیار ہوتے ہیں۔ جائز طریقہ
سے کسی چیز کو استعمال کرنا دُرست اور ناجائز طریقے سے
استعمال کرنا نادرست اور نقصان دہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر
چاقو سے ہم کسی قلم کو جائز طریقے سے ہوشیاری کے ساتھ
بنائیں گے تو یقیناً ایک نہایت عُمدہ قلم بن جائے گا
مگر برخلاف اس کے اگر ہم چاقو سے قلم پر الل ٹپ گھسے
لگائیں گے تو وہ فوراً اُنگلی کو کاٹ ڈالے گا۔ اور

ناحق اُس کو اذیت پہونچے گی۔ پس مباشرت کا بھی جائز طریقے سے کرنا مُفید اور ناجائز طریقے سے الل ٹپ کرنا نقصان دہ ہے۔ کیونکہ مباشرت کے ناجائز استعمال سے بہت سی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ ہم زانی اور حرامکار لوگوں کو کبھی تندرست نہیں پاتے۔ اِن لوگوں کو سوزاک و آتشک وغیرہ اکثر بیماریاں ایسی لاحق ہو جاتی ہیں کہ جان لئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتیں یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلام نے مباشرت کے ناجائز استعمال یعنی زناکاری وغیرہ کو قطعی حرام کر دیا اور عقد کر لینے کے بعد منکوحہ عورت سے مباشرت کرنے کی اجازت دی۔

بعض حضرات حضرت آدم علیہ السلام کی عصمت پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے باوجود خداوند عالم کے منع فرمانے کے شیطان کے کہنے میں آکر

گیہوں کا دانہ کھالیا اور اس نافرمانی کے باعث وہ گنہگار ہو گئے۔

(جواب) حضرات خداوند عالم نے حوّا و آدم علیہم السلام سے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا کہ لَا تَاكُلَا مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَلَا مِمَّا كَانَ مِنْ جِنْسِهَا یعنی اس درخت میں سے اور اُن میں سے جو اس جنس کے ہیں کُچھ نہ کھانا۔ بلکہ محض یہ فرمایا تھا کہ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی اس درخت کے پاس نہ جانا۔ ورنہ تُم بے انصاف ہو جاؤ گے۔ پس حضرت حوّا اور آدم علیہم السلام ہرگز اُس درخت کے پاس نہیں گئے اور وسوسۂ شیطانی سے اگرچہ کھایا بھی تو اُس جنس کے ایک اور درخت سے کھایا لہٰذا کوئی گناہ منافیٔ عصمت ثابت نہیں ہوا۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب حضرتِ آدم علیہ السلام سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوا تو وہ بہشت سے زمین پر کیوں بھیجے گئے تھے۔

(جواب) بات یہ ہے کہ جب خداوند عالم نے اُن کو ایک درخت کے پاس جانے سے منع فرما دیا تھا۔ تو اُس میں ضرور کوئی نہ کوئی مصلحت تھی۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کو چاہیئے تھا کہ وہ اُس جنس کے کسی اور درخت کا پھل کھا بھی لیا تو خداوند عالم کی نافرمانی تو نہیں کی لیکن ترکِ اولیٰ ضرور کیا یعنی اگر نہ کھاتے تو یہ اُن کے حق میں اچھّا ہوتا۔ مگر چونکہ کھا لیا اس لئے اُس کے ثواب سے محروم ہو گئے اور بہشت سے زمین پر بھیج دیئے گئے۔

(دوسری دلیل) کیونکہ خداوند عالم کو حضرت آدم علیہ السلام سے دُنیا میں نسلِ انسانی کا پھیلانا منظور تھا اور اُس نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ ہم آدم کو زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجیں گے ہمیں

اس وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے دُنیا میں بھیجدئے گئے تھے (دیکھو پارہ الّم رکوع ۳ پہلی آیت)

تیسری بات جو ایک سچّے ہادی یا نبی کے اندر ہونی چاہئے یہ ہے کہ وہ کسی ایسے مرض میں مُبتلا نہو جسکو عام لوگ عیب سے تعبیر کرتے ہوں یا جس سے خلائق کو تنفرؔ پیدا ہوتا ہو۔

(دلیل اوّل) یہ بات شروع میں ثابت کی جاچکی ہے کہ اک سچّا ہادی منجانب خدا مقرر ہوتا ہے پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ جو سب عیوب سے پاک اور منزّہ ہو وہ اپنے لئے ایک ایسے شخص کو منتخب کرے جو گنج۔ کوڑھ۔ برص یا کسی ایسی بیماری میں مُبتلا ہو جس کی وجہ سے لوگ اُس کو عیب دار خیال کرکے اُس کے پاس اُٹھنے اور بیٹھنے تک سے نفرت کریں۔ بس یہ ہرگز عقلاً درست نہیں ہے کہ اک سچّا ہادی کسی ایسے مرض میں مُبتلا ہو کہ جس کے باعث عوام کو

اُس سے نفرت پیدا ہوتی ہو یا جسکو عوام الناس عیب
میں شمار کرتے ہوں۔
(دلیل ثانی) جب نبی یا ہادی کسی معیوب مرض میں گرفتار ہوگا
اور دوسروں کو ہدایت کریگا تو لوگ اُسکی ہدایت پر کان نہ دہرینگے
بلکہ اُسکا مضحکہ اُڑائیں گے اور کہیں گے کہ میاں خود تو
عیبوں کا ٹوکرا سر پر لئے پھرتے ہیں اور دوسروں کے
عیب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں جب
عوام الناس اُس سے نافر ہوں گے تو وہ کس طرح اُس
سے ہدایت پائیں گے اور خداوندِ عالم کی غرض اس صورت
میں کس طرح پوری ہوگی۔ لہذا ضرورت ہے اس امر کی کہ
ایک سچّا ہادی کسی ایسے مرض میں مبتلا نہو جس کے باعث
عوام اُس سے نافر ہوں۔
چوتھی بات جو ایک سچّے ہادی میں ہونی چاہیئے یہہ ہے کہ

کہ اس کے ماں باپ ہدایت یافتہ اور خداوند عالم کے سچے
اصولوں کے پابند ہوں ۔
دلیل چونکہ یہ مسلّمہ امر ہے کہ بعض صفتیں نسلاً بعد نسلاً
باپ سے بیٹے کو پہونچتی ہیں۔ چنانچہ عربی میں ایک مثل مشہور ہے کہ
اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ "یعنی بیٹا باپ کا پوشیدہ راز ہوتا ہے
یا جیسے ہندی میں ایک مثل مشہور ہے " باپ پر پوت پتا پر
گھوڑا۔ بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا" یعنی باپ کا اثر تھوڑا
بہت بیٹے پر ضرور ہوتا ہے ۔ لہٰذا اگر باپ ہدایت یافتہ اور
خداوند عالم کے سچّے اصولوں کا پابند ہوگا تو ضرور بیٹے
پر بھی اُسکا اثر پڑے گا یعنی وہ بھی ہدایت یافتہ اور سچّا
موحّد ہوگا اور اگر باپ کے اطوار بُرے ہوں گے تو اُسکا اثر
بیٹے کے اطوار پر بھی پڑے بغیر نہیں رہ سکتا یعنی بد وضع
باپ کا بیٹا بھی ضرور کچھ نہ کچھ بد وضع ہوتا ہے اسی طرح اگر

کسی ہادی کا باپ ہدایت یافتہ اور خداوند عالم کے سچے اصولوں
کا پابند نہوگا یا بد اطوار ہوگا تو ضرور اسکا اثر تھوڑا بہت ہادی
کے اوپر پڑے گا۔ لیکن اک سچے ہادی کے اندر ذرا سے عیب کا
ہونا بھی اس کی شان کے منافی ہے۔ عیب دار شخص ہرگز کسی
کو ہدایت نہیں کر سکتا۔ لہذا ضرورت ہے اس امر کی کہ اک سچے
ہادی کے والدین بھی ہدایت یافتہ اور خداوند عالم کے سچے
اصولوں کے پابند ہوں تاکہ اس کا ہادی کی ذات پر اک
اچھا اثر پڑے اور ہدایت کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہو
اس کی ایک مثال ہم کو اسلامی تاریخ میں ملتی ہے اور وہ یہ ہے کہ
جسوقت ہم عام صحابہ کی زندگی پر نظر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہی کہ جن
لوگوں کے والدین بت پرست تھے انکی اولاد بھی ایک عرصہ تک بت پرست رہی
چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے چالیس سال تک بت پرستی کی دوسری
طرف اگر ہم حضرت ختمی مرتبت اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف نگاہ

ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے کبھی دریاے کفر وضلالت

میں غوطے نہیں کھائے۔ اس کی یہی وجہ تھی کہ آپ کے والدین

موحّد اور مسلم تھے۔

لیکن بعض معترض یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ اگر ایک سچّے

ہادی کے والدین کا مسلمان اور سچّا موحّد ہونا ضروری ہوتا تو نعوذ باللہ

حضرت محمد صلعم کے باپ کافر کیوں ہوتے۔

جواب) مجھ کو ایسے معترضین کی لیاقت اور قابلیت پر سخت

افسوس آتا ہی کہ وہ حقیقت پر غور کئے بغیر جھٹ اعتراض پیش

کر دیتے ہیں۔ جناب محمد صلعم کے والد ماجد کا اسم گرامی ہی خود

اُن کے سچّے مسلم اور موحد ہونے پر دال ہے اگر نعوذ باللہ

منہا وہ کافر یا بُت پرست ہوتے تو ضرور تھا کہ عبداللہ

کے بجائے آپ کا نام عبدالقمر یا عبدالشمس یا عبدالنجم

یا عبدالزہرہ وغیرہ وغیرہ میں سے کوئی قرار دیا جاتا مگر نہیں چونکہ وہ سچے

خدا پرست اور مومن آدمی تھے اِس لئے آپ کا نام عبد اللہ

یعنی خدا کا غلام تھا۔

اسی طرح بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

کا باپ آذر بت تراش اور بُت پرست تھا کیونکہ کلام مجید

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آذر کے لئے لفظ اَبی

استعمال کیا ہے۔

(جواب ۱) بعض معترضین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بغیر کسی بات کے

تحقیق کئے ہوئے فوراً اعتراض جڑ دیا کرتے ہیں عَرَبی زبان

میں لفظ ابی باپ چچا اور مرّبی تینوں کے معنی میں استعمال

ہوتا ہی آذر بت تراش حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا

بلکہ چچا تھا اِن کے پدر بزرگوار کا اسم گرامی تارخ تھا جو بیچارے

نہایت ہی خدا پرست اور سچّے مسلمان تھے اس کا ثبوت معترضین

کو انجیل مقدس اور تواریخ کے صفحات سے مل سکتا ہے۔

پانچویں بات جو ایک سچے ہادی میں ہونی چاہیے یہ کہ وہ زہد و تقویٰ میں علم و فضل میں عفت و عصمت میں عدل و انصاف میں عبادت و سخاوت میں۔ شجاعت و ذہانت میں غرض کہ جملہ اوصاف حمیدہ میں تمامی خلائق سے افضل ہو۔

اس کے متعلق مجھکو زیادہ عرض کرنیکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اگر ہادی دوسرے لوگوں سے افضل نہوگا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ ہر امر میں اُن کے برابر ہوگا یا اُن سے کمتر ہوگا۔ لیکن اک ایسے شخص کا دوسروں کو چراغ ہدایت دکھانا جسکا علم و فضل دوسرے لوگوں کے علم و فضل جس کا زہد و تقویٰ دوسرے لوگوں کے زہد و تقویٰ جسکی شجاعت و ذہانت دوسرے لوگوں کی شجاعت و ذہانت جس کی عبادت و سخاوت دوسرے لوگوں کی عبادت و سخاوت جس کی عفت و عصمت دوسرے لوگوں کی عفت و عصمت جس کا عدل و انصاف

دوسرے لوگوں کے عدل وانصاف کے برابر یا اُس سے کم ہو قطعی ناممکن ہے عقل اس کو ہرگز تسلیم نہیں کرتی - ورنہ جاہل سے جاہل بھی نبوّت کا دعویٰ کر سکتا ہے -

ابھی کل کی بات ہے کہ صوبہ پنجاب میں ایک صاحب نے بمشکل تمام میٹریکولیشن کا امتحان پاس کر کے مختاری کا امتحان دیا جب اُس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی تو فوراً نبوّت کا دعویٰ کر کے یہ مشتہر کر دیا کہ میں خداوند عالم کی طرف سے ہادی خلق بنا کر دُنیا میں بھیجا گیا ہوں - اُردو کی قابلیت کا یہ حال تھا کہ ہمیشہ "مجھکو" کے بجائے "میں نے" استعمال کیا کرتے تھے اکثر عربی کے فقرے کے فقرے غلط بول کر اُن کو خداوند عالم کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے کیونکہ جب کسی فقرے میں غلطی ہوتی تھی تو کہدیا کرتے تھے کہ یہ میری بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ الہامی ہے -

ہم ایسے کم قابلیت اور کم لیاقت لوگوں کو ہادی ہرگز نہ کہیں گے اور نہ عقل ہمیں ایسے لوگوں کو ہادی کہنے کی اجازت دیتی ہے۔

چھٹی صفت ایک سچّے ہادی میں یہ ہونی چاہیئے کہ وہ تمام زبانوں سے واقف ہو۔ تاکہ انگریزوں کو انگریزی میں جاپانیوں کو جاپانی میں ایرانیوں کو فارسی میں اور حبشیوں کو اُن کی اپنی زبان میں نجات کے سچّے راستے دکھلا سکے۔

(دلیل) کیونکہ جب وہ تمام عالم کی ہدایت کے واسطے آتا ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اُنکی زبانیں بھی سمجھے۔ ورنہ ہدایت مشکل ہوگی اور تبلیغ کے کام میں رکاوٹ پیدا ہوجائیگی۔ مثال کے طور پر اِس طرح سمجھ لیجئے کہ اگر کوئی جاپانی کسی ہادی کے پاس آئے اور اپنی زبان میں گفتگو کرے اور وہ اُس ملک کی زبان سے جس میں وہ ہادی پیدا ہوا ہے بالکل ناواقف ہو تو بتلایئے کہ وہ نبی یا

ہادی کس طرح سے اپنے مذہب کی باتیں اُس کو تبلائے گا
اس کی ایک مثال ہم کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(حضرت عمر) کے زمانے میں ملتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب
عجم فتح ہُوا اور حضرت شہر بانو بنتِ کسریٰ فارس مقیّد کر کے
مدینہ میں لائی گئیں تو آپ نے اپنی زبان میں سردار لشکر
(حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کچھ کہا جسکو وہ مطلق نہ
سمجھ سکے بلکہ یہ خیال کیا کہ وہ اپنی زبان میں گالیاں دے رہی
ہیں۔ لہٰذا اُن کو قتل کرنے کا حکم دیدیا مگر حضرت علی علیہ السلام
نے اُن کی زبان کو سمجھ لیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو اُن کے قتل سے باز رکھا اور حضرت شہر بانو کو اُن کی اپنی
زبان میں اُس بات کا جواب دیا۔ اِسپر حضرت خلیفہ ثانی نے
اپنی زبان پر یہ کلمات جاری فرمائے "لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ"
یعنی اگر حضرت علی علیہ السلام نہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا

اگو اور بہت سی اس کی مثالیں موجود ہیں مگر چونکہ وقت بہت
کم ہے اسلئے اسی پر اکتفا کی جاتی ہی۔

خلاصہ یہ ہے کہ تمام زبانیں نہ جاننے سے بہت سی دقّتیں
اُٹھانی پڑتی ہیں اور بسا اوقات تبلیغی کام میں رکاوٹیں پیدا
ہو جاتی ہیں۔ خود اس دفعہ میرے معزّز ہمعصر عالیجناب
السیّد زاہد حسین صاحب سہاشکار پوری آنریری
جوائنٹ سیکرٹری انٹرنیشنل ریلیجس سوسائٹی میرٹھ کا ارادہ
تبلیغ اسلام کے لئے گجرات تشریف لے جانے کا تھا لیکن
جب اُن کو یہ معلوم ہوا کہ وہاں اُردو قطعی نہیں سمجھی جاتی
تو مجبوراً اُنھوں نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا پس اِن وجوہات کے
باعث اک سچّے ہادی کو تمام زبانوں سے واقف ہونے کی
اہم ضرورت ہے۔

ساتویں بات۔ اک سچّے ہادی میں یہ ہونی چاہیئے کہ وہ اسے

کسی غیر معصوم سے کوئی علم حاصل نہ کیا ہو۔

دلیل یہ قاعدہ ہے کہ شاگرد کی گردن اپنے اُستاد سے ہمیشہ نیچی رہتی ہے۔ غیرت اور شرم اُس کو اپنے اُستاد کے سامنے زیادہ بولنے کی اجازت نہیں دیتی۔ ادب کی وجہ سے وہ اپنے اُستاد کی غلطی تک نہیں پکڑ سکتا۔ پس اگر کوئی ہادی کسی غیر معصوم سے تعلیم پا دیگا تو وہ ہرگز اپنے اُستاد کو گناہوں سے روکنے کی جُرأت نکر سکے گا اور اگر بے غیرت بن کر اُس کو ہدایت کریگا بھی تو وہ اُسکو بیہودہ اور بدتمیز خیال کریگا اور کہیگا کہ گُستاخ کل ہم سے ہی تو تعلیم پاتا تھا اور آج ہم ہی کو ہادی بن کر ہدایت کرتا ہے اور اس بات کو دیکھ کر بہت سے لوگ منحرف ہو جائیں گے۔ اور ہدایت کے کام میں بڑی بھاری رکاوٹ پیدا ہو جائیگی اور غرض خدا پوری نہوگی۔ علاوہ ازیں اوپر ثابت کیا جا

چکا ہے کہ اک سچّے ہادی کو علم وفضل میں تمامی خلائق سے
افضل ہونا چاہیئے۔ لیکن جب ہادی خود دوسروں سے علم حاصل
کریگا تو اس صورت میں وہ علم وفضل میں عوام الناس سے
کمتر ہوگا نہ کہ افضل۔ پس جب وہ علم میں عام لوگوں سے
کمتر ہوگا تو ہرگز دوسروں کو ہدایت نہ کرسکے گا اور وہی سقم
لازم آئے گا جو میں پانچویں صفت کے متعلق بیان کرچکا ہوں
بعض لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے ہیں کہ جنہوں نے بیسیوں
ایرا غیرا نتھو۔ خیرا وغیرہ سے اسکول لائف (طالبعلمی کا زمانہ)
میں تعلیم پائی اور بعد کو نبوّت کا دعوےٰ کردیا حالانکہ غیر معصوم
سے تعلیم پانا نبی کی شان کے منافی ہے۔

اب آٹھویں بات اک سچّے ہادی میں یہ ہونی چاہیئے کہ جب
اس سے کوئی معجزہ طلب کیا جاوے تو وہ بتائید ایزدی
اس کے دکھانے میں عاجز نہو۔

حضرات! جب کوئی ہادی یا نبی ایسا کام کر کے دکھلاتا ہی
کہ جس کا مقابلہ کرنے سے انسان کی طاقت قطعی عاجز ہوجاتی
ہے تو اُس کو ہم معجزہ سے تعبیر کرتے ہیں۔
معجزہ کی صفت ایک سچے ہادی میں اسلئے ہونی ضروری
ہے تاکہ عوام سمجھ جائیں کہ درحقیقت یہ ہادی ہماری ہدایت
کے واسطے خداوند عالم عزّ اسمہ کی جانب سے بھیجا گیا ہے۔ اگر
خداوند کریم کا فرستادہ نہوتا تو وہ ایسے ایسے کام جنکا مقابلہ
کرنے سے ہماری طاقت بالکل عاجز ہے اک انسان کی صورت
میں ہو کر کس طرح دکھا سکتا تھا۔
اب بعض معترض یہاں یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ
اکثر ساحر بھی تو ایسے ایسے کام کر دکھلاتے ہیں جن سے
انسان حیران رہ جاتا ہی لیکن حضرات میں نے ابھی عرض کیا کہ
معجزہ تو اُس کام کا نام ہے جو انسان کی طاقت سے بالکل

باہر ہو۔ ساحر اور رمّال کیا انسان نہیں ہوتے۔ میں تو یہ
کہتا ہوں کہ وہ کام جس کے کرنے سے ساحر کیا اور رمّال
کیا ہر انسان کی طاقت عاجز ہو معجزہ کہا جا سکتا ہے وگرنہ
نہیں۔ جیساکہ فرعون کے حکم سے ساحروں نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو گزند پہونچانے کے لئے سانپ بنا بنا کر چھوڑے
لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس وقت اپنا معجزہ
دکھایا اور وہ یہ تھا کہ اُنہوں نے اپنی عصا کو زمین پر چھوڑ
دیا اور وہ اک بہت بڑا سانپ بنی اور اُن سب کو سپولیوں
کی طرح ہڑپ کر گئی۔ اِس مقام پر ساحروں نے کیوں نہ اک
ایسا سانپ بنا کر چھوڑ دیا کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
سانپ سے بھی سبقت لے جاتا اور اُس کو ہڑپ کر جاتا مگر نہیں
وہ آخر انسان تھے اور اس معجزہ کے آگے قطعی عاجز اور لاچار
تھے پس ایسے بنی یا ہادی کو جو ساحروں کے سحر کو اور رمّالوں کے

رمل کو اپنے معجزہ کے آگے کھیل بکھیڑہ ثابت کر دے ہم ایک سچا معجزہ نما کہیں گے ورنہ یوں تو نبوت کے دعوے سینکڑوں نے آکر کئے اور اب بھی کرتے رہتے ہیں۔ خود ہمارے پنجاب میں ہر برسات کے بعد تین چار نبی اگ ہی اُٹھتے ہیں۔ لیکن دعوٰی کر دینا تو آسان ہوتا ہے مگر اس کو نبھانا مشکل پڑ جاتا ہے۔ جب اُن سے معجزہ طلب کیا جاتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ معجزہ کسی نے دکھایا ہے جو میں دکھاؤں۔ میری نبوت کی دلیل تو یہی ہے کہ زمانہ کو نبی کی ضرورت تھی بس میں ایک بلائے ناگہانی کی طرح آموجود ہوا۔ اب آپ کو ماننے میں کیا عذر۔ لیکن حضرات نہ تو آج زمانے کو نبی کی ضرورت ہی اور نہ مدعیان نبوت صداقت کے معیار پر سچے اترتے ہیں آخر ہم مانیں تو کس طرح مانیں۔

ہر نبی ضرورتِ زمانہ کے مطابق اپنے ساتھ معجزہ لیکر آیا

اور اس سے اس کام کو جس کو اس زمانہ کے لوگوں نے درجۂ
کمال پر پہونچا دیا تھا رد کر کے دکھلایا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے زمانہ میں جادوگر جادو چلانے میں بہت
مشّاق تھے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کے سحر کو اپنے
معجزہ کے آگے باطل کر کے دکھلا دیا اسی طرح حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے زمانہ میں حکماء تختۂ دنیا پر اپنا ثانی نہ رکھتے
تھے۔ اُن کے علاج سے بڑے بڑے مریض بہت جلد
شفایاب ہو جاتے تھے پس حضرت عیسیٰ علیہ السّلام
نے اپنے معجزہ کے آگے اُن کی حکمت کو رد کر کے دکھلایا
یعنی جس مریض کو جناب چھو دیتے تھے خواہ وہ کیسے ہی سخت
سے سخت مرض میں مبتلا ہوتا تھا بحکم پروردگار تندرست و
توانا ہو جاتا تھا اور جس مُردے کو حضرت ٹھوکر لگاتے تھے
وہیں بفضلِ ایزدِ غفّار زندہ ہو کر قدموں میں گر پڑتا تھا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
میں عرب کے لوگ اس قدر فصیح و بلیغ تھے کہ اپنے کو عرب اور
دوسروں کو عجم کہا کرتے تھے لیکن حضرت پر قرآن مقدس نازل
ہوا جس کے مقابلہ میں اُن کی فصاحت و بلاغت سب طاق
میں رکھی رہ گئی اُس کی چھوٹی سے چھوٹی آیت کے مقابلہ میں وہ
کوئی عبارت نہ بنا سکے۔

اسی طرح اس زمانہ میں دو کام نہایت حیرت انگیز ہیں
ایک تار برقی کہ جس کے ذریعہ سے صرف دو تین منٹ میں ہزاروں
لاکھوں میل خبر پہونچ جاتی ہے۔
دوسرے ریل کہ جس کے اندر مہینوں کا سفر چند دنوں میں اور
ہفتوں کا سفر چند گھنٹوں میں نہایت اطمینان اور آرام کے
ساتھ طے ہو جاتا ہے۔ پس اگر کوئی ہادی ایسا پیدا ہو کہ وہ
ان دونوں کاموں کو اپنے معجزہ کے آگے رد کر کے دکھلادے

تو ہم اُس کو سچا معجزہ مانا اور اپنا آنے والا مہدی کہنے میں ہرگز ہرگز دریغ نہ کرینگے۔

چُنانچہ فرقۂ حقہ شیعہ پکار رہا ہے کہ آنے والا مہدی آئیگا اور عین وقت پر آئے گا اور اپنے ساتھ ضرورت زمانہ کے مطابق معجزہ لائے گا۔ وہ معجزہ یہ ہوگا کہ ایک فرشتہ اپنی زبان میں حضرت کی آمد کے متعلق منادی کریگا اور یہ آواز تار برقی کی تردید کرتی ہوئی ہر شخص کے کانوں میں خواہ وہ مغرب میں ہو یا مشرق میں شمال میں ہو یا جنوب میں تحت الارض ہو یا بالائے زمین فوراً پہونچ جائے گی۔ علاوہ ازیں ٹیلیگراف تو محض انگریزی یا کسی اور مخصوص زبان میں ہی دیا جا سکتا ہے۔ اور اکثر لوگ اُس کے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں لیکن یہ آواز ہر شخص کو اُس کی اپنی زبان میں سُنائی دے گی اور کسی ترجمان کی ضرورت پیش نہ

آئے گی۔ اب جو لوگ اُن حضرت کی زیارت سے مشرف
ہونا چاہیں گے وہ اِس آواز کو سُنتے ہی اپنا ایک قدم
گھر سے باہر نکالیں گے اور دوسرا قدم جو رکھیں گے تو
اپنے کو مکۂ معظمہ میں اُس جناب کی خدمت میں کھڑا ہوا
پائیں گے۔ اور یہ معجزہ ریل کی تیز رفتاری کو قطعی رد کر دکھائیگا
پس اس معجزہ کو دیکھ کر پرکھنے والے پرکھ جائیں گے کہ
اک مہدی جو دُنیا کے اندر آنے والا تھا۔ بیشک وہ یہی
ہے۔ پس وہ لوگ اُن جناب کی پیروی کرینگے لیکن غافل
اُسی طرح قعرِ گمراہی میں پڑے رہ کر اپنی زندگی برباد
کریں گے۔

اِس مقام پر میں معزز حاضرین کو یہ بھی بتلادینا ضروری
سمجھتا ہوں کہ عورات کو نہ تو اب تک ہادی خلق ہونے کا
شرف حاصل ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوسکتا ہے بسبب

یہ ہے کہ چند وجوہات کے باعث عورتیں صداقت کے معیار پر
سچی نہیں اُترتیں۔

اوّل تو یہ کہ وہ مردوں کے زیر انتظام اور زیر حکومت
رہتی ہیں جیسا کہ خداوند عالم اپنے کلام پاک میں ارشاد
فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ یعنی مرد منتظم
اور حاکم ہیں عورتوں کے پس جب وہ مردوں کے زیر حکومت
اور زیر انتظام ہیں تو کس طرح لوگوں کو ہدایت کر سکتی ہیں کیونکہ
ہادی کو تمامی امور میں عوام سے افضل ہونے کی ضرورت ہی
اور عورتوں کو مردوں پر فضیلت نہیں ہے۔

دوسرے جب عورت زچہ ہوگی تو اُس کے بجائے کون
ہدایت کے کام کو انجام دے گا۔ لامحالہ تبلیغ کے کام میں
رکاوٹ پیدا ہوگی۔

تیسرے عورتیں ہر مہینہ حیض میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ پس

اِن ایام میں بھی وہی سقم لازماً آئے گا جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ اِن وجوہات کے علاوہ اور بہت سے امور پردے وغیرہ کے ایسے ہیں جو تبلیغ کے کام میں مانع ہوتے ہیں یہی اسباب ہیں کہ عورتوں کو ہادی خلق ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔

اب میں اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے حاضرین جلسہ کو اس امر کی طرف توجہّ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اِس معیار سے اپنے تمامی خلفاء۔ انبیاء۔ اوتاروں۔ رشیوں اور اماموں کی صداقت کا اندازہ کرکے دیکھیں۔ اگر وہ اِس صداقت کے معیار پر سچےّ ثابت ہوں تو توفیہا وگرنہ ذہن نشین کرلیں کہ درحقیقت وہ خداوند عالم عز اسمہٗ کی جانب سے ہدایت کے واسطے نہیں آئے تھے۔ بلکہ اُنھوں نے محض دُنیا کو فریب دینے کے لئے اپنے

ہادی ہونے کا دعویٰ پیش کر دیا تھا۔

وما علینا الا البلاغ

احقر الزمن عسکری حسن عسکری

خلف الصدق

عالیجناب فیض مآب مداح اہلبیت اطہار

الشیخ منشی غلام اصغر صاحب اثنا عشری

ساکن موضع جنگیٹھی ضلع میرٹھ

ڈاکخانہ میرٹھ

اعلان

ہر قوم
کے جملہ افراد اس
رسالہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے نجات
کا سچا راستہ معلوم کر سکتے ہیں۔ دیکھنے والے تعصب اور
کینے کو سینے سے نکال کر دل کی آنکھوں سے
دیکھیں اور قیامت کے ہولناک روز سے
ڈریں۔ وما علینا الا البلاغ

حقیر الاحقر عسکری بن
اصغر
اثنا عشری
میرٹھی